# ابتلاء دشت

ڈاکٹر سید ابوالحسن نقوی

# ضابطہ



نام کتاب:..................................ابتلائے دشت

مرثیہ گو:..................................ڈاکٹر سید ابوالحسن نقوی

تاریخِ اشاعت:..................................اکتوبر ۲۰۱۴ء

مطبع:..................................الکتاب گرافکس پل شوالہ ملتان

ناشر:..................................کتاب نگر حسن آرکیڈ ملتان کینٹ

ہدیہ:..................................-/۳۰۰ روپے

# انتساب

اپنے دادا **سید محمد خورشید نقوی** مرحوم اور دادی صاحبہ **سیدہ بنتِ فاطمہ** مرحومہ

و

اپنے پیارے والدین

سید **حسن نقوی** مرحوم ولد سید **محمد خورشید نقوی** مرحوم

و

سیدہ **سردار فاطمہ زیدی** مرحومہ بنتِ **سید ظہیر حسین زیدی** مرحوم

و

اپنے شفیق تایا **سید محمد حسنین نقوی** مرحوم

و

اپنی شفیق پھوپھی **سیدہ نرجس خاتون** (مرحومہ)

و

اپنی بہن **سیدہ نجم فاطمہ نقوی** (مرحومہ)

اور

اپنے پیارے استاذ **پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد شہباز** مرحوم

کے نام

# فہرست

☆☆☆☆☆

# حرفِ پذیرائی

ڈاکٹر ابوالحسن نقوی اب رثائی ادب میں اپنا ایک مقام بنا چکے ہیں۔ وہ ان خوش بخت وخوش نصیب سخنوروں میں ہیں جو ایک جذبہ صادق کے ساتھ تواتر سے دینی ادب کے ذخیرے میں گراں بہا اضافہ کر رہے ہیں۔ یوں تو وہ حمد، نعت، منقبت اور سلام میں بھی طبع آزمائی کرتے ہیں لیکن مرثیہ اُن کا خاص میدان ہے جو میرے نزدیک ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اُن کا تازہ مرثیہ حضرت عونؑ ومحمدؑ کے حال میں ہے جو اس کتاب کی زینت ہے۔ اس مرثیے میں جہاں رثائیت کی بیشتر خصوصیات ملتی ہیں وہاں زبان و بیان کے اعتبار سے بھی اس میں سادگی کے ساتھ پرکاری موجود ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نقوی صاحب کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے اور وہ یونہی تسلسل کے ساتھ یہ ملی اور ادبی خدمت انجام دیتے رہیں۔

پروفیسر حسین سحر

(ملتان)

# نعت

میں نبیؐ کے پاؤں کی دھول ہوں
میں غلام آل رسولؐ ہوں

یہ جہان اُنکے کرم سے ہے
یہ مقام شاہِ اُممؐ سے ہے
یہ جہاں میں رحمت حق جو ہے
یہ انہی کے نقش قدم سے ہے
میں مریض عشقِ رسولؐ ہوں
میں نبیؐ کے پاؤں کی دھول ہوں

میں غلام شیر خدا بھی ہوں
در فاطمہؑ کا گدا بھی ہوں
میرے دل میں حُبِ حسنؑ بھی ہے
میں محبّ کرب و بلا بھی ہوں
میں غلامِ سبطِ رسولؐ ہوں
میں نبیؐ کے پاؤں کی دھول ہوں

ملا فاطمہؑ کو وہ مرتبہ
کریں رشک جس پہ سب انبیاؑ
یہ وہ ذاتِ پاکِ عظیم ہے
کرے جس کی آپ ثنا خدا

میں بھی خاکپائے بتولؑ ہوں
میں نبیؐ کے پاؤں کی دھول ہوں

میں ہوں نقوی شاعرِ کربلا
میری شاعری کی بساط کیا؟
جو حروف میں نے رقم کیے
وہ کریں قبول نبیؐ خدا

میں جو مدح خوان رسولؐ ہوں
میں نبیؐ کے پاؤں کی دھول ہوں

# مری آگہی ہے حسینؑ سے

مری آگہی ہے حسینؑ سے
مری آشتی ہے حسینؑ سے
یہ خدا کا جگ میں جو نام ہے
جو نبیؐ کا اب بھی نظام ہے
یہ خدا کے ذکر کی محفلیں
یہ جو اب بھی اس کا کلام ہے
مری بندگی ہے حسینؑ سے
مری آگہی ہے حسینؑ سے

مرے دل دماغ کی آشتی
مرے ہر نفس کی یہ تازگی
مرا بولنا مرا سوچنا
مری دونوں آنکھوں کی روشنی
مری زندگی ہے حسینؑ سے
مری آگہی ہے حسینؑ سے

یہ ہمارا ذکر یہ مجلسیں
یہ خدا رسول کی محفلیں
یہ جلوس نوحے یہ مرثیے
یہ ولائے آل کی برکتیں

یہ علیؑ علیؑ ہے حسینؑ سے
مری آگہی ہے حسینؑ سے

یہ بڑا کرم ہے حسینؑ کا
مرے گھر علم ہے حسینؑ کا
مری مشکلوں میں وہ ساتھ ہیں
مرے غم میں غم ہے حسینؑ کا

مری ہر خوشی ہے حسینؑ سے
مری آگہی ہے حسینؑ سے

مرا قلب رہتا ہے چین میں
وہ اثر ہے ذکر حسینؑ میں
یہ دعا ہے پاک بتولؑ کی
یہ جو اشک آیا ہے نین میں
ہوا قیمتی یہ حسینؑ سے
مری آگہی ہے حسینؑ سے

یہ حسینؑ ہی کا تو ہے اثر
ہوا یہ کلام جو معتبر
جو قلم نے کردیا ہے رقم
یہ مرے امامؑ کی ہے نظر
مرا نام بھی ہے حسینؑ سے
مری آگہی ہے حسینؑ سے

جو بھی ماتمی ہے حسینؑ کا
کرے فرض زینبؑ وہ ادا
یہ حسینؑ ہی کا تو عشق ہے
مرا دل بھی بن گیا کربلا

مری عاشقی ہے حسینؑ سے
مری آگہی ہے حسینؑ سے

☆☆☆☆☆

# مرا دل جوان علیؑ سے ہے

میرا دل جوان علیؑ سے ہے
میرا سب جہان علیؑ سے ہے
اسی نام میں ہے مری بقا
اسی نام ہی سے ہے ارتقاء
یہ علیؑ علیؑ ہی کا فیض ہے
یہ جو ہر طرف ہے خدا خدا
یہ نبیؐ کا مان علیؑ سے ہے
مرا دل جوان علیؑ سے ہے
مرا سب جہان علیؑ سے ہے
مرے دل کی بات علیؑ علیؑ
ہے مری نجات علیؑ علیؑ
مری زندگی اسی لفظ میں
مری کائنات علیؑ علیؑ
مرا سائبان علیؑ سے ہے
مرا دل جوان علیؑ سے ہے
مرا سب جہان علیؑ سے ہے

ہے یہاں علیؑ ہے وہاں علیؑ
ہے خدا کے گھر کی اذاں علیؑ
یہ نہ پوچھئے ہے کہاں
ہے جہاں خدا ہے وہاں علیؑ

مرا سائبان علیؑ سے ہے
مرا دل جوان علیؑ سے ہے
مرا سب جہان علیؑ سے ہے

یہ دل و دماغ کی راحتیں
مری زندگی کی سہولتیں
مرے جسم و جان کی تازگی
یہ حلال رزق کی برکتیں

مرا اطمینان علیؑ سے ہے
مرا دل جوان علیؑ سے ہے
مرا سب جہان علیؑ سے ہے

مرے لفظ لفظ میں ہے جو اثر
یہ علیؑ پاک کی ہے نظر
یہ ہے معجزہ اسی نام کا
جو کٹے سکون سے ہر سفر
مرا کاروان علیؑ سے ہے
مرا دل جوان علیؑ سے ہے
مرا سب جہان علیؑ سے ہے

☆☆☆☆☆

# منقبت امام رضاؑ

نہ جفا کشی نہ دعا سے ہے
یہ عطاامام رضاؑ سے ہے

میرا علم تیرے کلام سے
میرا دل بڑھے ترے نام سے
میں خدا سے جب بھی کروں طلب
تو کرے عطاوہ امامؑ سے

مرا ان سے رشتہ خدا سے ہے
یہ عطا امام رضاؑء سے ہے

یہ مرے امامؑ کی ہے نظر
مری شاعری میں ہے جو اثر
ہے دعامری کہ یہ زندگی
یونہی ذکرآل میں ہو بسر

یہ غلام اہل وفا سے ہے

یہ عطا امام رضاؑء سے ہے

میرا فن ہے ان کی نگاہ سے
میری آن آٹھویں شاہ سے
مری رہبری کو امامؑ ہیں
مجھے خوف کیا کسی راہ سے

مری راہ کرب و بلا سے ہے
یہ عطا امام رضاؑ سے ہے

میرے لب پہ آئے جو یا رضاؑ
مری آنکھ دیکھے یہ معجزہ
مجھے ہر مرض سے شفاء ملے
ہو مداوا ہر غم و درد کا

نہ طبیب سے نہ دوا سے ہے
یہ عطا امام رضاؑ سے ہے

نہیں ڈر یزیدی نظام کا
مرے سر پہ ہاتھ امام کا
رہِ حق پہ چلنے کی بات ہے
بڑا حوصلہ ہے غلام کا

یہ خمیر خاکِ شفا سے ہے
یہ عطا امام رضاؑ سے ہے

میں ہوں معتبر اسی خاک سے
ہو بلاوا مشہدِ پاک سے
سبھی زائروں سے امام کے
ملے جا کے نقوی تپاک سے

مری آرزو یہ صدا سے ہے
یہ عطا امام رضاؑ سے ہے

# مولا عباسؑ

تو وفائے حق کا امامؑ ہے
تجھے انبیاءؑ کا سلام ہے

تو خدا کے شیر کا شیر ہے
یہ عدو کی عقل کا پھیر ہے
کہاں کرسکے گا مقابلہ
ترا نام لینے کی دیر ہے
مرا بن گیا وہیں کام ہے
تو وفائے حق کا امام ہے

مری مشکلوں میں تو ساتھ ہے
مری راحتوں میں تو ساتھ ہے
مجھے پھر یزید سے خوف کیا
میرے سر پہ جب ترا ہاتھ ہے
یہ حقیر ادنیٰ غلام ہے
تو وفائے حق کا امام ہے

تجھے آگہی مرے حال سے
مجھے دے تو پہلے سوال سے
ہے یزید آج بھی خوف میں
پسرِ علیؑ کے جلال سے

تری دسترس میں نظام ہے
تو وفائے حق کا امام ہے

مجھے مشکلوں کا کہاں ہو غم؟
مرے ہاتھ میں ہے ترا علم
میرے پاؤں ہیں تیری راہ پر
مری آنکھ ہے ترے غم میں نم

ترے ذکر ہی کو دوام ہے
تو وفائے حق کا امام ہے

مرے ہاتھ میں ہے ترا قلم
مرے سر پہ سایہ کرے علم
ہو تخیلات میں کربلا
کروں پھر تری میں ثناء رقم

مرا رات دن یہی کام ہے
تو وفائے حق کا امام ہے

یہ دعا ہے نقوؔی کہ ہر قدم
بڑھے حق کی راہ پہ دم بدم
میں اٹھوں تو حشر کے روز بھی
مرے ہاتھ میں ہو ترا علم

ترے ذکر سے مرا نام ہے
تو وفائے حق کا امام ہے

# حضرت عباسؑ

وفا کے ذکر میں عباسؑ ہی اگر نہ رہے
وہ ذکر عرش پہ بھی ہو تو معتبر نہ رہے

یقیں نہ آتا تھا چھن جائے گی کبھی چادر
ہوا ہے یوں کہ جب عباسؑ نامور نہ رہے

وہ جس کے قلب میں عباسؑ سے نہ ہو الفت
دعائے فاطمہؑ زہرا سے بہرہ ور نہ رہے

علیؑ و آلِ علیؑ ہی کا ذکر جس میں نہ ہو
کلام جتنا بھی اعلیٰ ہو پر اثر نہ رہے

وہ جس میں بوئے ولائے علیؑ نہ ہو نقویؔ
وہ گھر خدا سے بھی منسوب ہو تو گھر نہ رہے

☆☆☆☆☆

# سالارڈھونڈکرلاؤ

کوئی بہشت کا سردارڈھونڈکر لاؤ
حسینؑ سا کوئی سالار ڈھونڈ کر لاؤ

غلام بن کے رہوں گا تمہارا محشر تک
علیؑ سا ہو تو تم اک بار ڈھونڈ کے لاؤ

خدا نے جسکو اُتارا علیؑ کے ہاتھوں میں
کہیں سے ایسی تو تلوار ڈھونڈ کے لاؤ

کھڑا ہو پیاس کی شدت میں بیچ پانی کے
کہیں سے ایسا وفا دار ڈھونڈ کے لاؤ

نبیؐ کی مسند عالی پہ تم بٹھا دینا
علیؑ سا کوئی تو کردار ڈھونڈ کے لاؤ

زمانہ آج بھی اصغرؑ کے ساتھ ہے نقویؔ
تم حرملہ کا طرف دار ڈھونڈ کے لاؤ

☆☆☆☆☆

# منقبت مولا امامؑ زمانہ

مشکلیں ہیں اس دیار میں
ہر کوئی ہے انتظار میں

جہان گیلپائے گا
علیؑ کا لال آئے گا
علیؑ کی تیغ کھینچ کر
تمہیں سبق سکھائے گا

وہ آئے گا جو اقتدار میں
ہر کوئی ہے انتظار میں

ضمیرِ پنجتنؑ ہے وہ
کہ ثانی حسنؑ ہے وہ
وہ سارے بت گرائے گا
علیؑ کا بت شکن ہے وہ

پھر آئے گا جہاں قرار میں
ہر کوئی ہے انتظار میں

جہاں کا جبر دیکھ لو
ہمارا صبر دیکھ لو
اگر ہے شک تمہیں ذرا
علیؑ کی قبر دیکھ لو

ہیں گویا ہم بھی کارزار میں
ہر کوئی ہے انتظار میں

جو نورِ کائنات ہو
کہاں وہاں پہ رات ہو
کہاں پہ آئیں مشکلیں
امام اگر حیات ہو

خلوص پیدا کر پکار میں
ہر کوئی ہے انتظار میں

علیؑ کا ذکر کم نہ ہو
علَم ہمارا خم نہ ہو
یہ ذکر پاک ہو نہ گر
خدا کا بھی کرم نہ ہو

ہم علیؑ کے ہیں حصار میں
ہر کوئی ہے انتظار میں

ہے جب تلک یہ آسماں
رُکے نہیں یہ کاررواں
خدا کا ذکر ہے جہاں
علیؑ کا ذکر ہے وہاں

جیت بھی چھپی ہے ہار میں
ہر کوئی ہے انتظار میں

گرے نہیں کبھی علم
رکے نہیں کبھی قلم
علیؑ کے لال کے لئے
رہے گی یونہی آنکھ نم

یونہی جیو اسی دیار میں
ہر کوئی ہے انتظار میں

☆☆☆☆☆

# بوترابؑ

حق تیرے در پہ پاتا ہے انسان بو ترابؑ
اللہ کا ہے خلق پہ احسان بو ترابؑ

ضربت لگی جو مسجد کوفہ میں فجر کو
سجدے میں خوں میں ہوگیا غلطان بو ترابؑ

میدان کل بھی ڈرتا تھا نعرے کی گونج سے
باطل ہے اب بھی اس سے پریشان بو ترابؑ

اب تک جو دیں باقی ہے اس کائنات میں
اولاد کا ہے یہ تری فیضان بو ترابؑ

جب تذکرہ کیا ہے ترا عقل نے وہیں
دیکھا ہے ہم نے سچا مسلمان بو ترابؑ

معنی جو مجھ سے پوچھتے ایمان کے ہو تم
میرا تو کل کا کل ہی ہے ایمان بو ترابؑ

مشکل کا میری حل علیؑ، ہر درد کا علاج
میرے ہر ایک درد کا درمان بوترابؑ

خندق کا معرکہ یہ بتاتا ہے آج بھی
ایمان اور کفر کی پہچان بو ترابؑ

انکار کر کے تیری ولایت کا آج بھی
مشکل میں رہ رہا ہے مسلمان بو ترابؑ

جو تجھ سے دشمنی کرے در تیرا چھوڑ دے
بخشش کا پھر کہاں رہے امکان بو ترابؑ

توفیق دے کہ زندگی اپنی گزار دیں
بن کر غلام میثمؓ و سلمانؓ بو ترابؑ

حق نے مجھے بھی آج یہ توفیق بخش دی
اس منقبت کا رکھ دیا عنوان بوترابؑ

دل میں ہے یا علیؑ تو زباں پر بھی یا علیؑ
نقویؔ تری نجات کاسامان بو ترابؑ

# انساں غدیرخم والے

اگر ہو تم بھی مسلماں غدیرِ خم والے
بھلائے کس لیے، پیماں غدیرِ خم والے

میں آج بھی جو علیؑ کے عدو کو دیکھتا ہوں
تو یاد آتے ہیں فرماں غدیرِ خم والے

علیؑ کو دیکھ لیا ہے نبیؐ کے ہاتھوں پر
تو کس لیے نہ ہوں نازاں غدیرِ خم والے

خدا کے گھر میں کرو تم بھی ذکر حیدرؑ کا
پسند اس کو ہیں انساں غدیرِ خم والے

کہیں بھی ذکر علیؑ ہو اگر زمانے میں
ہمیشہ ہوتے ہیں شاداں غدیرِ خم والے

مصیبتوں میں گھرے ہوں تو دیکھ لو نقوؔی
کبھی نہ ہوں گے پریشاں غدیرِ خم والے

☆☆☆☆☆

# ایک خواہش

کاش میں روز ولایت کو اٹھایا جاتا
میثم و قنبر و سلمان میں پایا جاتا
میں بھی سردار ولایت کی زیارت کرتا
جب انہیں دست نبوت پہ اٹھایا جاتا
میں بھی اونٹوں کے پلانوں کو اٹھا کر رکھتا
منبر شاہ ولایت جو بنایا جاتا
میں بھی خود چوم کے ہاتھوں کو مبارک دیتا
جب مجھے خیمہ سادات میں لایا جاتا

میں بھی اٹھ اٹھ کے وہاں دید علیؑ کی کرتا
خطبہ خم عذیری جو سنایا جاتا

کاش اونٹوں کے پلانوں میں سے میں بھی ہوتا
اور مجھے منبر حیدر میں لگایا جاتا

پھر تو نقویؔ بھی ثناء خوان ولایت ہوتا
اس کو اشعار سنانے کو بلایا جاتا

☆☆☆☆☆

میں بھی اٹھ اٹھ کے وہاں دید علیؑ کی کرتا
خطبہ خم عذیری جو سنایا جاتا
کاش اونٹوں کے پلانوں میں سے میں بھی ہوتا
اور مجھے منبر حیدر میں لگایا جاتا
پھر تو نقویؔ بھی ثناء خوان ولایت ہوتا
اس کو اشعار سنانے کو بلایا جاتا

☆☆☆☆☆

# سب نے پکارا یا علیؑ

جب کبھی مشکل پڑی
سب نے پکارا یا علیؑ

تم اب سنو یہ واقعہ
جب معرکہ جوبن پہ تھا
اور تین دن کے بعد بھی
خیبر کا در نہ کھل سکا
تب بات جب نہ بن سکی
سب نے پکارا یا علیؑ

جب نوحؑ نے کی بد دعا
ہر سمت سے طوفاں بڑھا
کشتی بنا کر حق طلب
بیٹھے بنام لا الٰہ
جب نوحؑ کی کشتی گھری
سب نے پکارا یا علیؑ

خندق کا وہ میدان تھا
جب عمر عبد ود چلا
ہے کوئی جو آ کر لڑے
للکار کر اس نے کہا
اصحاب کی جاں پر بنی
سب نے پکارا یا علیؑ

دور عمرؓ کا ہے واقعہ
در پیش تھا اک مسئلہ
جب حل نہ اس کو کر سکے
اصحاب سے پھر یہ کہا
کس جا پہ ہیں حق کے ولی
سب نے پکارا یا علیؑ

# خدا کی بات

علیؑ کا نام جو لے کر معاملات کرے
ہر ایک دور میں وہ دفع مشکلات کرے

وہ جس کے چہرے پہ کرنا نظر عبادت ہو
جو اس کی بات کرے وہ خدا کی بات کرے

تمام اس کی عبادت ہی رائیگاں ہوگی
علیؑ کا نام نہ لے کر جو واجبات کرے

علیؑ کو چھوڑ کے غیروں کے در پہ جو جائے
سحر کے نور میں اپنے لیے وہ رات کرے

علیؑ کی شان میں جو منقبت لکھی میں نے
وہ اس کو میرے لیے باعث نجات کرے

# قنبری رستوں پہ چل کر

اب اس ذلت کو بھی ماتھے پہ مل کر
ملے گا کیا تجھے حیدرؑ سے جل کر

تمہیں ہر ہر قدم مشکل ملے گی
یہ حق کی راہ ہے چلنا سنبھل کر

نشان منزل توحید یزداں
ملے گا قنبری رستوں پہ چل کر

رکھی ہے دشمنی آل نبیؐ سے
رسولؐ پاک کے ٹکڑوں پہ پل کر

رہ باطل پہ ہوگی بے سکونی
سکوں ملتا ہے بس حق پر نکل کر

یہ نقویؔ مشکلاتِ زندگانی
علیؑ کے نامؐ سے ان سب کو حل کر

☆☆☆☆☆

# کہہ کہہ کے یا علیؑ

انسان کو بچالیا کہہ کہہ کے یا علیؑ
جنت میں گھر بنالیا کہہ کہہ کے یا علیؑ

مانا کہ ناتوان تھا نازک بدن تھا میں
ہر بوجھ کو اٹھا لیا کہہ کہہ کے یا علیؑ

دنیا تو خواہشات کے چنگل میں پھنس گئی
ہم نے جو چاہا پالیا کہہ کہہ کے یا علیؑ

لکھتے رہے گناہ فرشتے تمام عمر
میں نے انہیں مٹالیا کہہ کہہ کے یا علیؑ

دنیا بھٹک رہی ہے خدا کی تلاش میں
ہم نے خدا کو پالیا کہہ کہہ کے یا علیؑ

جب شک ہوا کسی پہ حلال و حرام کا
نقویؔ نے آزمالیا کہہ کہہ کے یا علیؑ

☆☆☆☆☆

# المدد یا علیؑ

ہر مسلمان کی آرہی ہے صدا
المدد یا علیؑ المدد یا علیؑ

ذکر مولا میں مصروف رہتا ہوں میں
جب بھی مشکل میں ہوتا ہوں کہتا ہوں میں
میری اوقات کیا خود نبیؐ نے کہا
المدد یا علیؑ المدد یا علیؑ

میرا عالم میں بننا سنورنا علیؑ
میرا جینا علیؑ میرا مرنا علیؑ
منہ سے نکلے مرے جب بھی آئے قضا
المدد یا علیؑ المدد یا علیؑ

یہ جو مومن کی ہمت کی آواز ہے
میرے مولا علیؑ ہی کا اعجاز ہے
المدد یا خدا المدد یا خدا
المدد یاعلیؑ المدد یاعلیؑ

پھر سے اب سر یزیدی اٹھانے لگے
پرچم حق کو پھر سے جلانے لگے
ہر طرف بن رہی ہے نئی کربلا
المدد یاعلیؑ المدد یاعلیؑ

میں یونہی ذکر مولا کا کرتا رہوں
عشق کے امتحاں سے گزرتا رہوں
آئے نقوی کے ہونٹوں پہ وقت قضا
المدد یاعلیؑ المدد یاعلیؑ

# اب بھی ہے گھر گھر وہ علیؑ

مومنو کو جو پلائے جام کوثر وہ علیؑ
جس کے سونے کیلئے احمد کا بستر وہ علیؑ

آج تک جس کی شجاعت کا عدد بھی دم بھرے
جس نے انگلی سے اکھاڑا باب خیبر وہ علیؑ

جس کا نعرہ آج بھی ایماں کی عظمت کی دلیل
جس کا سایہ ہے ہر اک مومن کے سر پر وہ علیؑ

اس کی عزت کیلئے یہ بات ہی کافی ہوئی
فاطمہؑ جیسی عظیم ہستی کا شوہر وہ علیؑ

جس کی عظمت کو گھٹانے والے خود ہی مٹ گئے
ذکر جس کا ہو رہا ہے اب بھی گھر گھر وہ علیؑ

جو نبیؐ کے علم و حکمت کی امیں اک ذات ہے
وارثوں میں جس کے ہیں شبیرؑ و شبرؑ وہ علیؑ

دشمنوں کے دل دہل جاتے تھے جس کو دیکھ کر
جیت لے بازی ہر اک میداں میں لڑ کر وہ علیؑ

☆☆☆☆☆

# وہ میرا علیؑ میرا علیؑ میرا علیؑ ہے

جس نام کے لینے سے بلا سر سے ٹلی ہے
وہ میرا علیؑ میرا علیؑ میرا علیؑ ہے

افلاک پہ رکھتا ہو جو مسجد سے نگاہیں
منبر سے جو دیتا ہو سلونی کی صدائیں
قندیل جلی جس سے امامت کی جلی ہے
وہ میرا علیؑ میرا علیؑ میرا علیؑ ہے

للکار کے میداں میں جو مرحب کو سزا دے
انگلی کے اشارے سے جو خیبر کو ہلا دے
صفین کے میدان کا جو مرد جلی ہے
وہ میرا علیؑ میرا علیؑ میرا علیؑ ہے

ہرگز نہ سوا رب کے جبیں جس کی جھکی ہو
اور لرزاں زمیں کفر کی جس دم سے ہوئی ہو
جو علم کا پیکر ہے شجاعت کا ولی ہے
وہ میرا علیؑ میرا علیؑ میرا علیؑ ہے

جو بچپنا ایمان کے آنگن میں گزارے
جو چلنا بھی سیکھے تو محمدؐ کے سہارے
وہ ذات جو آغوشِ نبوت میں پلی ہے
وہ میرا علیؑ میرا علیؑ میرا علیؑ ہے

# مجتبیٰؑ مجتبیٰؑ

آج عالم میں ہے ہر طرف یہ صدا
آؤ مل کر کریں مجتبیٰؑ مجتبیٰؑ

مومنو آج پہنو نیا پیرہن
آج پیدا ہوئے ہیں امام زمنؑ
آج زہرا کو نعمت ہوئی ہے عطا
آؤ مل کر کریں مجتبیٰؑ مجتبیٰؑ

اس کی جھولی کبھی بھی نہ خالی رہے
جو بھی مولا حسن کا سوالی رہے
ان کے صدقے سے مانگو خدا سے دعا
آؤ مل کر کریں مجتبیٰؑ مجتبیٰؑ

آج میلاد بھی اس کا اظہار ہے
اس گھرانے سے کتنا ہمیں پیار ہے
اپنی خوشیوں کا بس ہے یہی راستہ
آؤ مل کر کریں مجتبیٰ مجتبیٰ

یہ دعا ہے کہ نعرے لگاتے رہیں
ان کی خوشیوں میں خوشیاں مناتے رہیں
اور توفیق اس کی ہمیں دے خدا
آؤ مل کر کریں مجتبیٰ مجتبیٰ

جب بھی نقوؔی نے لب سے کہا یا حسن
دور اس کی ہوئی زندگی کی گھٹن
یہ بھی ہیں ہر زمانے کے مشکل کشاء
آؤ مل کر کریں مجتبیٰ مجتبیٰ

# معصومہ قم سے

اسلام کو دوام ہے معصومہ قم سے
عورت کا احترام ہے معصومہ قم سے

ہے اس نئے نظام کی پہچان خمینی
رہبر کا مگر نام ہے معصومہ قم سے

میرا یہ حرف ہے بی بی کی بدولت
میرا یہ سب کلام ہے معصومہ قم سے

عالم جہاں میں قم کے ہیں ہر ہر مقام پر
شیعت کا یہ نظام ہے معصومہ قم سے

قم کا نگر ہے علم کا ماخذ جہان میں
عالم کا احترام ہے معصومہ قم سے

روشن حرم ہے شہر میں مانند آفتاب
یہ نور در و بام ہے معصومہ قم سے

بی بی کے فیض ہی سے ہے نقویؔ محبِ آل
شیعت جہاں میں عام ہے معصومہ قم سے

# انسان ہے قم میں

مولا علیؑ و فاطمہؑ کی جان ہے قم میں
انسان پہ اللہ کا احسان ہے قم میں

جگ مگ ہوا ہے سارا جہاں جس کے نور سے
اک ایسی ذات نیّرِ تابان ہے قم میں

ڈرتے ہیں سامراجی خداؤں سے مسلمان
پھر خوف ہو کیسا اگر انسان ہے قم میں

گر قم کو بچاؤ گے تو اسلام بچے گا
دین رسول پاک کی پہچان ہے قم میں

نقوؔی نہ قم سے رابطہ ٹوٹے تمام عمر
انسان کی نجات کا سامان ہے قم میں

☆☆☆☆☆

# وہی لوگ

رستہ جو جوڑ لیتے ہیں زھراء کے لال سے
راہِ خدا میں سر کو کٹاتے وہی ہیں لوگ

رکھتے ہیں رابطہ جو علیؑ و بتولؑ سے
دنیا میں رہ کے خلد کماتے وہی ہیں لوگ

جن کو یقیں ہیں آئیں گے مشکل کے وقت میں
نعرہ علیؑ ولی کا لگاتے وہی ہیں لوگ

جن کو ہے غم رسول کی بیٹی کے لال کا
فرشِ عزاء پہ اشک بہاتے وہی ہیں لوگ

اب بھی عمل جو کرتے ہیں فکر یزید پر
سر کاٹ کر سناں پہ چڑھاتے وہی ہیں لوگ

☆☆☆☆☆

## بیدار نہیں ہے

جو قوم اپنے دور میں بیدار نہیں ہے
پھر اس کا اس جہان میں کردار نہیں ہے

اُٹھ جائے ہاتھ ماتمِ شبیرؑ میں جو نہی
ہرگز وہ عزادار گنہگار نہیں ہے

کرتا رہے جو دشمنی آلِ رسولؐ سے
کچھ بھی بنے وہ صاحب کردار نہیں ہے

عباسؑ نے بتا دیا یہ گھاٹ چھین کر
کچھ غم نہیں جو ہاتھ میں تلوار نہیں ہے

ہو جسم مگر روح نہ اسلام کی بچے
گر دین میں حسینؑ کا انکار نہیں ہے

نقویؔ رہے نہ دولت عقبےٰ پھر اس کے پاس
انسان اگر شہ کا عزادار نہیں ہے

☆☆☆☆☆

# چلے تم آؤ مشہد میں

اگر ہو جائے ظالم سب زمانہ
چلے تم آؤ مشہد میں
اگر سویا مقدر ہے جگانا
چلے تم آؤ مشہد میں

نبیؐ کے دیں کا متوالا یہاں پر
خدا کے نور کا ہالہ یہاں پر
اگر توحید ہے دل میں بسانا
چلے تم آؤ مشہد میں

یہاں کی بات دیکھی ہے نرالی
تہی دامن نہ لوٹا ہے سوالی
تمہیں بھی گر مرادوں کو ہے پانا
چلے تم آؤ مشہد میں

زیارت کو جو یاں اک بار جائے
گناہانِ کبیرہ وہ مٹائے
اگر تم چاہتے ہو آزمانا
چلے تم آؤ مشہد میں

اگر نقویؔ کبھی مشکل میں آؤ
تم اپنے آپ کو گردش میں پاؤ
نہ ہرگز مانگنا کچھ نہ بتانا
چلے تم آؤ مشہد میں

# ڈر جانا نہیں سیکھا

علیؑ کے چاہنے والوں نے ڈر جانا نہیں سیکھا
کبھی بھی چھوڑ کر میدان گھر جانا نہیں سیکھا

اگر یہ دور ظالم ہے تو ہم بھی ہیں علیؑ والے
بچا کر جان کو اپنی گزر جانا نہیں سیکھا

سفینہ آل کا ہے اور بیٹھے ہیں علیؑ والے
کسی طوفاں سے گھبرا کر اتر جانا نہیں سیکھا

علیؑ والے ہیں خنجر کے تلے بھی یا علیؑ ہوگا
کسی مشکل سے گھبرا کر مکر جانا نہیں سیکھا

علیؑ کے نام کی محفل ہو تو ہم بھی کھنچے جائیں
جدھر ہو ذکر غیروں کا ادھر جانا نہیں سیکھا

علیؑ مولا پہ مرتے تھے علیؑ مولا پہ مرتے ہیں
کبھی غیروں کے در پر جا کے مر جانا نہیں سیکھا

دعا ہے در پہ زہرا کے مرا سجدے میں دم نکلے
علیؑ مولا کے در کو چھوڑ کر جانا نہیں سیکھا

حسینی قافلہ ہے یہ یونہی چلتا رہے نقویؔ
یہ ایسی راہ ہے جس پر ٹھہر جانا نہیں سیکھا

# جانے یا علیؑ

مومن کی ہر گھڑی ہے صدا جانے یا علیؑ
ٹھوکر لگی تو ہم نے کہا جانے یا علیؑ

آویزاں کرکے پرچم عباسؑ اپنے گھر
دیوار و در پہ ہم نے لکھا جانے یا علیؑ

دل میں سوائے ذکر علیؑ کچھ نہیں رہا
ہر وقت دل سے آئے صدا جانے یا علیؑ

گھر دل میں ہے ولائے در آلِ مرتضےٰ
لکھ کر تو اپنے در پہ لگا جانے یا علیؑ

مشکل بھی مشکلات سے دوچار ہوگئی
جب اس نے میرے منہ سے سنا جانے یا علیؑ

نقوؔی کے پاس ایک ہی نسخہ تھا لکھ دیا
ہر درد کی بنے گی دوا جانے یاؔ علیؑ

☆☆☆☆☆

# علیؑ والے

خدا کے دین سے الفت دکھاتے ہیں علیؑ والے
خوشی سے آج بھی گردن کٹاتے ہیں علیؑ والے

علی کے نام پر آئے گی جو وہ موت شیریں ہے
کٹا کر سر زمانے کو بتاتے ہیں علیؑ والے

لگایا تھا جو خیبر میں لگایا تھا جو خندق میں
وہی نعرہ ہے جواب تک لگاتے ہیں علیؑ والے

خدا کا دین یہ قرآن یہ ایمان کی دولت
بچاتے آئے ہیں اب بھی بچاتے ہیں علیؑ والے

وہ وعدہ جو شہیدوں نے نبھایا دشت میں نقوی
وہی وعدہ ہے جو اب تک نبھاتے ہیں علیؑ والے

# مرثیہ عونؑ محمدؑ کا

## پسران بی بی زینب علیہ السلام

فطرت بنا رہا تھا جب انسان کی خدا
بچوں سے پیار فطرت مادر میں رکھ دیا
اولاد کو بھی الفت مادر ہوئی عطاء
مولا قبول کرتا ہے اس ذات کی دعا
عالم بنایا مادرِ حسنینؑ کے لئے
ماں کی دعا وسیلہ ہے کونین کے لئے

ماں گھپ اندھیری رات میں ہوتی ہے مثلِ نور
اس ذات سے ہے شفقت اللہ کا ظہور
اس کی ہی کوکھ سے ہوا معصوم کا ظہور
ماں خلق کی تو آ گیا خالق کو بھی غرور
گریہ دعائیں دے تو اثر ہو جنم جنم
اس کے کرم سے ہوتا ہے اللہ کا کرم

خالق کی خلقتوں کا وسیلہ اسی سے ہے
انسانیت کا آج قبیلہ اسی سے ہے
عورت کی ذات صنف جمیلہ اسی سے ہے
بچوں کے روزی رزق کا حیلہ اسی سے ہے

ماں نام ایک دوسرا انساں سے پیار کا
کتنا عظیم روپ ہے اس شاہکار کا

ماں اک سراپا پیار ہے اللہ کی طرح
عالم میں آشکار ہے اللہ کی طرح
یہ قلب کا قرار ہے اللہ کی طرح
اس ذات میں وقار ہے اللہ کی طرح

اولاد جلنے لگتی ہے جب تیز دھوپ میں
یہ سایہ دار پیڑ ہے انساں کے روپ میں

عالم میں یہ صفاتِ خدا وند کی امیں
پیدا ہوں جس سے لعل و جواہر یہ وہ زمیں
شمع خدا کا نور ہے اس ذات کی جبیں
گر یہ اٹھا دے ہاتھ تو انکار پھر نہیں

اولاد کوئی ماں سے اگر رشتہ توڑ دے
خالق بھی ایسے شخص کو مشکل میں چھوڑ دے

اولاد سو بھی جائے جو دنیا سے بے خبر
ماں پھر بھی چونک کے اٹھتی ہے رات بھر
بچوں کی خواہشات کو رکھتی ہے معتبر
کس کی مجال ڈال دے ان پر بری نظر

ہر دور میں یہ بچوں کے دل کا قرار ہے
آغوش اس کی سایہ، پروردگار ہے

ہر ماں سے بچہ ہوتا ہے مانوس اس قدر
جائے ہمک کے گود میں آ جائے گر نظر
سوتا ہے گہری نیند وہ گودی میں رکھ کے سر
یہ لاڈ یاد رہتے ہیں پھر اس کو عمر بھر
ماں باپ کی ہے حیثیت انساں کے واسطے
اک خاص درد ہوتا ہے بس ماں کے واسطے

گو جائے امن بچوں کی خاطر ہے ماں کا گھر
بس ماں کی یاد آتی ہے مشکل میں ہو اگر
اس کی دعائیں کرتی ہیں آسان ہر سفر
ہے نور ماں کی ذات کا ظلمات میں سحر
اولاد ہو مریض تو اس کی دوا ہے ماں
گر ہو کنیز فاطمہ مشکل کشا ہے ماں

جب بھوک ہو تو دودھ پلاتی ہے بار بار

روئے اگر تو جھولا جھلاتی ہے بار بار

سوئے نہ گر تو لوری سناتی ہے بار بار

منہ چوم کر گلے سے لگاتی ہے بار بار

بیمار ہو تو جاگتی رہتی ہے رات بھر

انگلی سے کنگھی کرتی ہے گودی میں رکھ کے سر

کپڑے بنا بنا کے پہناتی ہے ماں اسے

الفاظ کتنے روز رٹاتی ہے ماں اسے

کچھ دور ہو تو پاس بلاتی ہے ماں اسے

سینے پہ تھپکیوں سے سلاتی ہے ماں اسے

بس اس کی زندگی کی دعا مانگتی ہے یہ

کچھ اور نہیں اس کے سوا مانگتی ہے یہ

ہر ہر جتن وہ کرتی ہے اولاد کے لئے

ساعت ہر اک گزرتی ہے اولاد کے لئے

مرتی ہے بس تو مرتی ہے اولاد کے لئے

ڈرتی ہے بس تو ڈرتی ہے اولاد کے لئے

رکھتی ہے اپنے بچوں کو ہر وقت جوڑ کر

اولاد کو بچاتی ہے قانون توڑ کر

بچہ بھی بس تڑپتا ہے اس ذات کے لئے

کہتا ہے بس اسی سے ہی ہر بات کے لئے

امید باندھ لیتا ہے سوغات کے لئے

اس کی دعائیں لیتا ہے آفات کے لئے

گر پرورش ہو بچوں کی ممتا کی چھاؤں میں

جنت وہ ڈھونڈ لیتے ہیں بس ماں کے پاؤں میں

مانوس ماں سے ہوتا ہے ہر طفل اس قدر
انجان بھیڑ میں بھی جو آ جائے وہ نظر
بچہ پھر اس کی گود میں ہوتا ہے جلوہ گر
روتا ہو تو چپ ہوتا ہے مادر کو دیکھ کر

پروان چڑھ کے سایہ عالی جناب میں
یہ گود یاد رہتی ہے اس کو شباب میں

پہلے تو گھٹنیوں سے چلاتی ہے اس کو ماں
انگلی پکڑ کے چلنا سکھاتی ہے اس کو ماں
جو گر پڑے تو جھک کے اٹھاتی ہے اس کو ماں
گودی میں پھر اٹھا کے بٹھاتی ہے اس کو ماں

گر کر جو چوٹ کھائے اٹھاتی ہے بھاگ کر
تیمار داری کرتی ہے راتوں کو جاگ کر

انساں کے ہیں سماج میں رشتے جدا جدا

رشتہ کوئی بھی ماں کے برابر نہ ہو سکا

اس کا نہ قرض ہو سکے اولاد سے ادا

محتاج تھے اسی کی دعاؤں کے انبیاء

ماں کو خدا نے سب کا سہارا بنا دیا

ہر ڈوبتے ہوئے کا کنارا بنا دیا

گر منسلک ہو خانہ زہراؑ سے کوئی ماں

بن جائے اپنی ذات میں وہ میر کارواں

معیار تربیت کا وہ رکھتی تھیں بیبیاں

جس کی گواہی دیتا ہے عاشور کا سماں

ماؤں کی ایک دشت میں معراج ہوگئی

باطل کی سلطنت وہاں تارج ہوگئی

بیٹی کی کوئی فاطمہؑ زہراء سی ماں ہو گر
بچپن وہ زیر سایہ حیدرؑ کرے بسر
وہ بی بی جو ہے ماؤں میں ایک ذات معتبر
کیوں اس کی تربیت میں نہ ہو اس قدر اثر

اولاد بھوک پیاس میں ثابت قدم رہے
مشکل گھڑی میں بھی سر تسلیم خم رہے

اُس ماں کے اگر عونؑ و محمدؑ سے لال ہوں
اتنے حسینؑ ہوں کہ وہ یوسف جمال ہوں
جو فن جنگ و حرب میں بھی باکمال ہوں
بچے ہوں ایسے دشت میں جو بے مثال ہوں

پھر کیوں نہ ہوں وہ حضرت زینبؑ کے دل کا چین
اور ان پر فخر کیوں نہ کرے خواہر حسینؑ

زینبؑ کے سائے میں شہ انور کے ساتھ ہوں
بچپن سے اب تلک علی اکبرؑ کے ساتھ ہوں
بالی سکینہؑ کے علی اصغرؑ کے ساتھ ہوں
قاسمؑ کے ساتھ ثانی حیدر کے ساتھ ہوں

سنتے رہے ہوں ماں سے جو بچپن سے ایک بات
بچو! تمہاری جان ہے اسلام کی حیات

اکثر کہا یہ کرتی تھی بچوں کو بیٹھ کر
بیٹو امام وقت کے بچے ہیں معتبر
آئے برا جو وقت محمدؐ کی آل پر
تم پہل کرنا جنگ میں پھر باندھ کر کمر

گر دین مصطفٰے پہ برا وقت آ پڑے
بخشوں گی میں نہ دودھ نہ باطل سے گر لڑے

حیدرؑ کا خون ہو جو ہو کمسن تو کیا ہوا
گھوڑوں پہ بیٹھنا نہیں ممکن تو کیا ہوا
عباسؑ نامور بھی ہیں ضامن تو کیا ہوا
رہنا پڑے اگر مجھے تم بن تو کیا ہوا
بس جب بھی آئے جنگ کا ہنگام جا سکو
میری خوشی ہے دین کے کچھ کام آ سکو

بچوں پہ سن کے بات اثر اس قدر رہا
آتا جب ان کے سامنے اکبر سا مہ لقا
جھکتے تھے احترام سے بچے جدا جدا
معلوم تھا شبیہ پیمبر کا مرتبہ
وہ سر جھکائے رہتے تھے سرور کے سامنے
ماں سے نہ لاڈ کرتے تھے اکبر کے سامنے

کہتا تھا عونؑ جوش میں پھر باندھ کر کمر
عمو کے ہو کرم کی اگر ہم پہ بھی نظر
اماں تمہارے حکم پہ کٹوا دیں اپنا سر
زینبؑ کی بات کا تھا محمدؑ پہ یہ اثر
بولا قسم ہے مجھ کو رسولؐ امین کی
میری رگوں کا خون امانت ہے دین کی

سن کر یہ سب گلے سے لگاتی تھی غمزدہ
ان کو لباس جنگ پہناتی تھی غمزدہ
گودی میں ان کو جھک کے اٹھاتی تھی غمزدہ
ناد علیؑ کا ورد کراتی تھی غمزدہ
کرتی بیان خندق و خیبر کے واقعات
اکثر سناتی حیدر صفدر کے واقعات

دونوں کے بستروں کو بناتی تھی رات کو
آتا جو پیار ناز اٹھاتی تھی رات کو
سہلا کے پیٹھ لوری سناتی تھی رات کو
اکثر تھپک تھپک کے سلاتی تھی رات کو
سو جاتے جب تو سینکڑوں دیتی دعائیں تھی
جھک جھک کے چوم چوم کے لیتی بلائیں تھی

شوہر سے اپنے کہتی تھی کیا دور آگیا
آل نبیؐ کو آج ہے مشکل کا سامنا
ابن علیؑ کو ہم پہ سلامت رکھے خدا
بیٹے ہماری لاج رکھیں کیجئے دعا
زہراء کے لال کو جو میں مشکل میں پاؤں گی
بچوں کو ساتھ لے کہ میں نصرت کو جاؤں گی

فرماتے وہ کہ دین پہ سب کچھ مرا نثار
دیتا ہوں تم کو عونؑ و محمدؑ کا اختیار
گر چھوڑنا پڑے تمہیں بی بی یہ گھر یہ بار
تم کو ہے اذن نصرت حق کا وفا شعار
میں ہوں تمہارے ساتھ نہ گھبرائیو کبھی
بچوں کو ساتھ لے کے چلی جائیو ابھی

پھر رت بدل گئی وہ زمانہ بدل گیا
دور یزیدیت میں ترانہ بدل گیا
یثرب میں گھر وہی تھے گھرانہ بدل گیا
دشمن وہی تھے ان کا نشانہ بدل گیا
کرنے لگا یزید جو دین مبیں خراب
اس کے مقابلے کو چلا ابنِ بو ترابؑ

کرب و بلا کے دشت میں یہ قافلہ رکا
ابن رسول فوج ستمگر میں گھر گیا
عاشور کی شب آگئی ہونے کو تھی وغا
زینبؑ نے ماتھا چوم کے بچوں سے یہ کہا
بیٹو تمہاری جان بھی جائے نہ ہوگا غم
اکبر پہ کوئی آنچ نہ آئے مری قسم

دونوں نے ہاتھ جوڑ کے اماں سے یہ کہا
ہم پر یقین کیجئے اکبر کا واسطہ
دین خدا کے نام پہ لڑنے کی دیں رضا
دین خدا جو بچ سکے اماں تو باخدا
ہم کیوں نہ جائیں لڑنے اسی وقت رات کو
خطرہ ہے کل جو اِن سے شہء کائنات کو

عاشور کا دن آ گیا زہرا کے لال پر
ساتھی ہوئے نثار شہءِ خوشخصال پر
منڈلانے لگی موت بھی یوسف جمال پر
تھا جذبہ جہاد بھی اپنے کمال پر
زینبؑ سے آ کے اکبر ذیشان نے کہا
دو اذن اے پھپھی کہ میں میدان کو چلا
بولی یہ ماتھا چوم کے وہ غم کی مبتلا
اے میرے لال تجھ کو سلامت رکھے خدا
تم میں پھوپھی کی جان ہے ہم شکل مصطفٰے
تم کو یونہی دعائیں میں دیتی رہوں سدا
یہ کہہ کے ساتھ لائیں وہ دلبر کو شہ کے پاس
منہ چوم کر بٹھا دیا اکبر کو شہ کے پاس

نظریں جھکا کے کہنے لگی اے امام دیں
مجبور ہے بہن مری جھولی میں کچھ نہیں
پیاسی ہے خون کے لئے اس دشت کی زمیں
کیوں جنگ کے لباس میں ہیں اکبر حزیں

یہ کیا غضب نشانی احمد کو بھیج دو
اکبر کی جگہ عونؑ و محمدؑ کو بھیج دو

کہہ کر گئی یہ خیمے کے اندر وہ غمگسار
لے آئی دونوں بیٹوں کو باہر وہ حق شعار
پھر جھک گئے سلام کو دونوں وہ ایک بار
شہ نے لگایا چھاتی سے پھر ہو کے اشکبار

بولے کہ کمسنی میں بیاباں میں بھیج دوں
کیسے اے بہن بچوں کو میداں میں بھیج دوں

یہ سن کے ہاتھ جوڑ کے دونوں نے یہ کہا
عمو تمہیں ہے بالی سکینہؑ کا واسطہ
اذنِ جہاد دیں اے شہنشاہ کربلا
شہ نے بہا کے اشک کہا جاؤ مرحبا
گویا کہ مدعا میری بی بی کو مل گیا
چہرہ خوشی سے ثانی زہراؑ کا کھل گیا

پھر لائی خیمہ گاہ میں بچوں کو نوحہ گر
پہنا دیا لباس نیا باندھ دی کمر
بولی علی کے شیر ہو کس بات کا ہے ڈر
تلواریں کھینچ کھینچ کے لڑنا ہے بے خطر
بتلا دو ان کو ماہر جنگی فنون ہو
دنیا کہے کہ فاتح خیبر کا خون ہو

تیار کر کے لائیں برادر کے سامنے
ابن علی کے ساقی کوثر کے سامنے
صدقے کو لے کے آگئیں اکبر کے سامنے
دونوں ادب سے جھک گئے سرور کے سامنے
کرتے ہوئے زبان سے نادعلیؑ کا ورد
ان کو پھرایا اکبر ناشاد کے چوگرد

نکلے کچھ اس طرح سے یہ بچے خیام سے
تیغیں نکال رکھی تھیں باہر نیام سے
گونجا وہ ریگزار درودو سلام سے
عباسؑ ساتھ لائے بڑے اہتمام سے
زینبؑ بھی آن کر در خیمہ پہ رک گئیں
رخصت کے بعد شکر کے سجدے میں جھک گئیں

پھر کر کے منہ فلک کی طرف رو کے یہ کہا
یارب تیری رضا ہی میں زینب کی ہے رضا
مقبول ہو کنیز کی اک اور التجا
رکھنا نبیؐ کے گھر کو سلامت مرے خدا
گر دشت میں نہ اکبرؑ واصغرؑ کو کھوؤں گی
میں پھر کبھی نہ عونؑ و محمدؑ روؤں گی

افواج بڑھ کے آگئیں پھر اس مقام پر
مطلق ڈرے نہ بچے بھی اس اژدھام پر
بولے کے ہو درود ہمارے امام پر
تم اپنی جان دیتے ہو باطل نظام پر
باطل پہ ہے یزید حقیقت یہ جان لو
آجاؤ حق پہ چھوڑ کے یہ بات مان لو

یہ بات سن کے آ گئے پھر طیش میں لعیں
آئے مقابلے کو الٹ کر وہ آستیں
بولا یہ عونؑ بھائی سے رہنا مرے قریں
حملے کئے وہ بڑھ کے کہ تھراء گئی زمیں
عباسؑ کے سکھائے ہوئے وار کردیئے
کچھ ساعتوں میں سینکڑوں فی النار کردیئے

چھوٹے کو گھیر لیتی تھی جب شام کی سپاہ
بھائی جھپٹ کے کرتا تھا اس فوج کو تباہ
لڑتے ہوئے بھی رکھتا تھا چھوٹے پہ وہ نگاہ
حملوں سے ڈر کے ڈھونڈتے پھرتے تھے سب پناہ
کچھ کربلا کے دشت میں اس طرح رن پڑا
لوگوں کو یاد آگئی صفین کی وِغا

اک دوسرے سے کہتے تھے ملعون و بد گہر
بچے نہیں یہ حیدرؑ و صفدر کے ہیں پسر
ہٹ جاؤ پیچھے ورنہ نہ پاؤ گے اپنے سر
چھپ چھپ کے وار کرنا نہ آنا انہیں نظر
دیکھو تو ان کے چہروں پہ کیسا سکون ہے
ان کی رگوں میں فاتح خیبر کا خون ہے

جب بھی پچھاڑتے تھے عدو کو یہ نازنین
شکر خدا میں جھکتی تھی شبیرؑ کی جبیں
کہتے تھے پاس آ کے بہن سے امام دیں
معلوم بھی ہے جنگ کا احوال یا نہیں
دشمن کی جان آئی ہوئی ہے وبال میں
بچے وہ جنگ کرتے ہیں دشت قتال میں

چھپ چھپ کے وار کرنے لگے ان پہ وہ لعیں
زخموں سے چور چور ہوئے دونوں نازنیں
اب عونؑ کی نظر میں محمدؑ کہیں نہیں
وہ زخم تھے کہ خون میں غلطاں ہوئی جبیں
چھوٹا گھرا تو بھائی کو دینے لگا صدا
بھائی لپک کے بھائی کی امداد کو چلا

پہنچا تو دیکھا خوں میں محمدؑ ہوا ہے تر
وہ ضعف ہے کہ کچھ بھی نہیں ہے اسے خبر
پاؤں نہیں رکاب میں ڈھلکا ہوا ہے سر
بھائی سے عونؑ نے کہا دیکھو ذرا اِدھر
جا کر سنبھالا اس کی پکڑ کر کلائی کو
نظریں اٹھا کے بھائی نے پھر دیکھا بھائی کو

اتنے میں ان پہ ہونے لگے ہر طرف سے وار
وہ وقت آیا جس کا تھا زینبؑ کو انتظار
مشکل تھا راہوار پہ کیسے رہیں سوار
دونوں کے گرد تنگ ہوا اور بھی حصار

کہتا تھا عونؑ میرے برادر کو چھوڑ دو
اے ظالمو نشانی مادر کو چھوڑ دو

گرنے لگے تو دی یہ صدا اے امام دیں
نام حسینؑ لیتے ہوئے جھک گئی جبیں
محرومِ دید شاہ نہ رہ جائیں ہم کہیں
سر کاٹنے کی فکر میں ہیں دشت میں لعیں

عمو جو ہم سے ہوگئی تقصیر بخش دیں
مشتاقِ دید ہیں ہمیں توقیر بخش دیں

پہنچے جونہی مدد کے لئے شاہ بحرو بر
بھاگے لعیں تو ہوگئے پامال وہ پسر
دیکھا جو حال پھٹ گیا شبیر کا جگر
دونوں کی شہ کے چہرے سے ہٹتی نہ تھی نظر
نظریں بتا رہی تھیں ہوئی منزلیں تمام
اور منہ سے بار بار نکلتا تھا ماں کا نام

دونوں کو لائے خیمے میں جب شاہ بحرو بحر
تعظیم کو اُٹھی وہیں زینب برہنہ سر
آنکھوں سے خون پونچھ کے وہ بولی نوحہ گر
خواہش ہو تو بیان کرو آنکھ کھول کر
بولے یہ آرزو ہے کہ سرور کی خیر ہو
اماں یہ قتل گاہ ہے اکبر کی خیر ہو

دونوں کے منہ پہ موت کے آثار تھے عیاں
ماتم کناں تھیں بچوں کے چوگرد بیبیاں
ہر آنکھ اشکبار تھی ہر سمت تھی فغاں
تڑپے تڑپ کے موت کی کچھ آئیں ہچکیاں
ہاتھوں میں دونوں گود کے پالے گزر گئے
جیتی تھی جن کو دیکھ کے وہ لال مر گئے

دسویں کا دن جو ڈھل گیا چھائی رہی قضا
سر اکبر جواں کا بھی تن سے ہوا جدا
بازو کٹا کے سو گئے عباس با وفا
صبر و رضا دکھاتی رہی بنت مرتضےٰ
سب کے لئے تو روئی بہت ثانی بتول
بیٹوں کی یاد میں نہ ہوئی وہ ذرا ملول

شام غریباں لٹ گئی اولاد مصطفٰے
خیموں میں آگ لگ گئی اسباب سب جلا
زینبؑ بنی ہوئی تھی ہر اِک دل کا آسراء
تب بھی نہ اشک یاد میں بچوں کی اک گرا

پھر قید ہو کے اہل حرم شام کو چلے
نیزوں پہ دیکھتی رہی وہ گود کے پلے

چادر بغیر وہ گئی بازارِ شام میں
رسی میں بندھ کے آ گئی دربار عام میں
لڑتی رہی اکیلی یزیدی نظام میں
اہل حرم کی ڈھال تھی ظالم عوام میں

ہے قید اتنی سخت کہ جینا محال ہے
بچوں کے غم میں اشک گریں کیا مجال ہے

آخر کو وہ صعوبت زنداں گزر گئی
صد حیف کہ سکینہؑ بھی ہاتھوں میں مر گئی
مشکل کی یہ خلیج بھی وہ پار کر گئی
عابد کے ساتھ چھوٹ کے زنداں سے گھر گئی

عباسؑ نامور کو شہ مشرقین کو
روئی نہیں وہ بچوں کو روئی حسینؑ کو

داخل ہوئی جو گھر میں عزدار کربلا
زینبؑ کو جونہی بچوں کا بستر نظر پڑا
پھر صابرہ میں ضبط کا یارا نہیں رہا
صدمے سے خاک پر گری اور بین یہ کیا

عونؑ و محمدؑ اے مرے بچو کہاں ہو تم
ماں کو وہیں بلا لو اے بیٹو جہاں ہو تم

پھر آئے یاد عونؑ و محمدؑ کے لاڈ پیار
اور گھٹنیوں وہ چلنا کھڑے ہونا بار بار
تتلا کے بولنا وہ خفا ہونے کا شعار
بانہیں گلے میں ڈال کے کہنا کہ ہم نثار

ہر یاد اُن کی خون رُلاتی تھی ہر گھڑی
حجرے میں اُن کے آنسو بہاتی تھی ہر گھڑی

بچوں کی شے ہر ایک اُٹھاتی تھی بار بار
آنکھوں سے اس کو اپنے لگاتی تھی بار بار
بی بی کو شے ہر ایک رُلاتی تھی بار بار
کرتوں کو کھول کھول دکھاتی تھی بار بار

پھر پوچھتی تھی ہنسلیوں والے کدھر گئے
کوئی بتائے گود کے پالے کدھر گئے

دل کو تسلی دیتی تھی پھر اوڑھ کر رِدا
بچے بھتیجے بھائی موئے سارا گھر لٹا
شکر خدا ہے دین محمدؐ تو بچ گیا
پھیلا کے ہاتھ کرتی تھی بی بیؑ یہ پھر دعا

صدقہ قبول ہو مرا فدیہ قبول ہو
راہِ خدا میں یہ مرا ہدیہ قبول ہو

تم پر علیؑ کی بیٹی ہمارا سلام ہے
جن کے طفیل آج بھی حق کا نظام ہے
روزہ نماز اب بھی خدا کا کلام ہے
اللہ اور رسولؐ کا عالم میں نام ہے

نقوؔی ہماری بی بی نے مقصد تو پا لیا
بچوں کو دے کے دین محمدؐ بچا لیا

# نوحہ حضرت علی علیہ السلام

تابوت علیؑ کا اٹھتا ہے ہر آنکھ سے آنسو جاری ہے
عالم پہ اُداسی چھائی ہے ہر دل پہ اک غم طاری ہے

اس حال میں کیسے دیکھی گئی اب زخمی ہوا سر بابا کا
اب منہ کو کلیجہ آتا ہے زینبؑ پہ یہ لمحہ بھاری ہے

وہ چہرہ زہر سے زرد ہوا جو وجہِ عبادت عالم میں
کچھ دیر کے مہماں ہیں مولا تلوار کا گھاؤ کاری ہے

آغاز ہوا یہ کربل کا اللہ حرم کی خیر کرے
باطل کی حسینی لشکر سے یہ لڑنے کی تیاری ہے

رویا ہے بہت نقوؔی کا قلم ہے اس کو بہت اندوہ والم
وہ ہم سے بچھڑتا ہے جس کی کل عالم پر سرداری ہے

# زینبؑ اور سجادؑ

زینبؑ اور سجادؑ زینبؑ اور سجادؑ
دونوں ہی کی محنت سے یہ دین ہوا آباد

اک زہراؑ کی لاڈلی تھی اور ایک حسینؑ کا لال
اک نے بیٹے دے دیئے اک نے صبر دکھایا کمال
شام غریباں لٹ گئی چادر کرتی رہی فریاد
زینبؑ اور سجادؑ زینبؑ اور سجادؑ

بعد عصر لٹا کر سب گھر رہ گئے تنہا امامؑ
ایسے وقت سنبھالا زینب نے وہ سارا نظام
بن گئی ڈھارس سب کی بی بی ہو کر خود برباد
زینبؑ اور سجادؑ زینبؑ اور سجادؑ

طوق پہن کر چلتے چلتے تھک گیا میرا امام
زینبؑ ہے بے پردہ لوگو آ گیا ہے اب شام
بالوں سے منہ اپنا چھپاتی ہے اب وہ ناشاد
زینبؑ اور سجادؑ زینبؑ اور سجادؑ

ساتھ حرم بے پردہ ہیں اور آ گیا اب دربار
بیڑیاں پہنے بھیڑ سے گزرا کیسے وہ بیمار
کوئی نہیں جو آ کے کرا دے عابد کو آزاد
زینبؑ اور سجادؑ زینبؑ اور سجادؑ

کٹ گئے سب سر لٹ گئے خیمے رہ گیا بس بیمار
بھائی گنوا کر پردہ لٹا کر زینب ہے سالار
کیسے اجڑی دشت میں لوگو زہراء کی اولاد
زینبؑ اور سجادؑ زینبؑ اور سجادؑ

نقوؔی قید سے چھٹ کر خون ہی روتے رہے سجادؑ
بس نہ سکا گھر زینبؑ کا کچھ ایسے ہوئے برباد

ان دونوں کی محنت ہے جو ہر گھر ہے آباد
زینبؑ اور سجادؑ زینبؑ اور سجادؑ

☆☆☆☆☆

# قطعہ

تجھ میں دم ہے تو لا مثالِ علیؑ
آگ میں کیوں حسد کی جلتا ہے
جب نبیؐ نے کہا علیؑ مولا
کس لئے تیرا دم نکلتا ہے

☆☆☆☆☆